فرمودات

حضرت
مجدد الف ثانی
قدس سرہ العزیز

مظہرِ علم لاہور

رضائے مولی از ہمہ اولی

قرآن مجید کی تلاوت یا طول قراءت کے ساتھ نماز کا ادا کرنا یا کلمہ طیبہ لا الہ الااللہ کی تکرار کرنا' ان تین چیزوں میں سے ایک میں ضرور مشغول رہیں اور کلمہ لا سے اپنے نفس کی خواہشات کے معبودوں کی نفی کرنی چاہئے اور اپنی تمام مرادوں اور مقاصد کو دور کرنا چاہئے' اپنی مراد کا طلب کرنا اپنی الوہیت کا دعوی کرنا ہے۔ سینہ کی وسعت میں کسی مراد کی گنجائش نہیں ہونی چاہئے اور کوئی ہوس قوت خیالیہ میں نہیں رہنی چاہئے تاکہ بندگی کی حقیقت حاصل ہو جائے۔ اپنی مراد کا طلب کرنا گویا اپنے مولی کی مراد کو دفع کرنا اور اپنے مالک کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے اس امر میں اپنے مولی کی نفی اور خود مولی بننے کا اثبات ہے اس امر کی برائی اچھی طرح معلوم کر کے اپنی الوہیت کے دعوے کی نفی کرو تاکہ تمام ہوا و ہوس سے کامل طور پر پاک ہو جاؤ اور طلب مولی کے سوا تمہاری کوئی مراد نہ رہے۔ (اسی مکتوب میں سے کچھ آگے فرماتے ہیں) تمام نفسانی خواہشوں کو جو جھوٹے خدا ہیں لا کے نیچے لا کر سب کی نفی کردو اور کوئی مراد سینے میں نہ رہنے دو اور حق تعالی کی تقدیر اور فعل اور ارادہ پر رضی رہو۔ (۱) دفتر سوم مکتوب ۲

بندہ مقبول وہ ہے جو اپنے مولی کے فعل پر راضی ہو اور جو شخص اپنی رضا کا تابع ہے اپنا بندہ ہے' اگر بندہ کی گردن پر چھری چلائے تو بندہ کو چاہئے کہ اس شاداں و خنداں رہی اور مولی کے اس فعل کو اپنی رضا مندی سمجھے بلکہ اس فعل سے لذت حاصل کرے' اور اگر نعوذ باللہ اس فعل سے کراہت معلوم ہو اور اس کا سینہ (دل) میں تنگی پیدا ہو تو وہ دائرہ بندگی سے دور مولی ہے مجوردورو کردہ ہے۔

اطاعت الٰہی اطاعت رسول ﷺ میں ہے

خلقت انسانی سے مقصود بندگی کے وظائف کو ادا کرنا اور حق تعالی کی طرف کامل طور پر متوجہ ہونا ہے اور یہ مطلب اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ ظاہری اور باطنی طور پر سیدالاولین ﷺ کی کامل تابعداری نہ کریں حق تعالی ہم کو اور آپ کو قول و فعل اور ظاہر و باطن میں عملی اور اعتقادی طور پر آنحضرت ﷺ کی کامل تابعداری عطا فرمائے آمین یا رب العالمین

Marfat.com

بعد از خدائے ہر چہ پرستد ہیچ نیست
بے دولت است آنکہ ہیچ اختیار کرد

حق تعالیٰ کے سوا جو کچھ مقصود ہے وہی معبود ہے غیر کی عبادت سے اسوقت نجات ملتی ہے جبکہ حق تعالیٰ کے سوا کچھ مقصود نہ رہے۔ دفتر اول مکتوب نمبر ۱۱۰

شرک سے بچنے کی تاکید اور اس کی حقیقت

جب رسول اللہ ﷺ مردوں کی بیعت سے فارغ ہوئے تو پھر عورتوں کی بیعت شروع فرمائی آنحضرت ﷺ نے عورتوں کو صرف قول ہی سے بیعت فرمایا آنحضرت ﷺ کا ہاتھ بیعت کرنے والی عورتوں کے ہاتھ تک ہرگز نہیں پہنچا' چونکہ مردوں کی نسبت عورتوں میں ردی اور بیہودہ اخلاق زیادہ پائے جاتے ہیں اس لئے مردوں کی بیعت کی نسبت عورتوں کی بیعت میں زیادہ شراط کو مدنظر رکھا گیا ہے اور خدائے تعالیٰ کے امر کو بجا لانے کے لئے عورتوں کو اس وقت ان بری عادتوں سے منع فرمایا ہے' شرائط اول یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا چاہیے' نہ ہی وجوب وجود میں اور نہ ہی عبادت کے استحقاق میں جس شخص کے اعمال ریا و سمعہ سے پاک نہ ہوں اور حق تعالیٰ کے سوا کسی اور سے اجر طلب کرنے کے فتنہ سے خالی نہ ہوں اگرچہ وہ طلب قول اور ذکر جمیل سے ہو وہ شخص دائرہ شرک سے باہر نہیں ہے اور وہ شخص موحد و مخلص بھی نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔

الشرک فی امتی اخفی من دبیب النمل التی تدب فی لیلة مظلمة علی صخرة سوداء

(میری امت میں شرک اس چیونٹی کی رفتار سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے جو اندھیری رات میں کالے پتھر پر چلتی ہے)

لاف بے شرکی مزن کاں ازنشان پائے مور
درشب تاریک برسنگ سیہ پنہاں تراست

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شرک اصغر سے بچو' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ شرک اصغر کیا ہے' آپ نے فرمایا "ریا" شرک و کفر کی رسموں کی تعظیم کو شرک میں بڑا دخل اور رسوخ ہے اور شرک کی تصدیق اور اظہار کرنے والا اہل شرک میں

Marfat.com

سے ہے اور اسلام و کفر کے مجموعہ احکام پر عمل کرنے والا ہے، کفر سے بیزار ہونا اسلام کی شرط ہے اور شرک سے پاک ہونا توحید کا نشان ہے۔ (ا) دفتر سوم مکتوب نمبر ۴۱

فضیلت نماز

سب سے بہتر عمل اور سب سے فاضل تر عبادت نماز کا قائم کرنا ہے جو دین کا ستون اور مومن کی معراج ہے پس اس کے ادا کرنے میں بڑی کوشش کرنی چاہیے اور کامل احتیاط برتنی چاہیے کہ نماز کے ارکان و شرائط و سنن و آداب کما حقہ ادا ہوں۔ تعدیل اور طمانیت کے بارے میں بار بار مبالغہ کیا جاتا ہے اس کی اچھی طرح محافظت کریں، اکثر لوگ نماز ضائع کر دیتے ہیں اور طمانیت اور تعدیل ارکان کو درہم برہم کر دیتے ہیں ان لوگوں کے حق مین بہت سی وعیدیں اور تہدیدیں آئی ہیں جب نماز درست ہو جائے تو نجات کی بڑی امید ہے کیونکہ نماز کے قائم ہونے سے دین قائم ہو جاتا ہے اور مراتب کی بلندی کی معراج کامل ہو جاتی ہے۔ دفتر مکتوب نمبر ۳۰۴

آداب وضو اور آداب نماز

اول وضو کامل اور پورے طور پر کرنے کے سوا چارہ نہیں ہے ہر عضو کو تین بار تمام و کمال طور پر دھونا چاہیے تاکہ وضو سنت طریقہ پر ادا ہو اور سر کا مسح بالاستیعاب یعنی سارے سر کا مسح کرنا چاہیے اور کانوں اور گردن کے مسح میں احتیاط کرنی چاہیے اور بائیں ہاتھ کی خنصر یعنی چھنگلیا سے پاؤں کی انگلیوں کے نیچے کی طرف سے خلال کرنا لکھا ہے اس کی رعایت رکھیں اور مستحب کے بجالانے کو معمولی امر نہ سمجھیں مستحب اللہ تعالی کے نزدیک پسندیدہ اور محبوب عمل ہے، اگر تمام دنیا کے عوض اللہ تعالی کا ایک پسندیدہ فعل معلوم ہو جائے اور اس کے مطابق عمل میسر ہو جائے تو بھی غنیمت ہے، اس کا بعینہ یہی حکم ہے کہ کوئی چند خزف ریزوں یعنی ٹھیکریوں سے قیمتی موتی خرید لے اور بے ہودہ و بے فائدہ جماد یعنی پتھر سے روح کو حاصل کر لے۔

کمال طہارت اور کامل وضو کے بعد نماز کا قصد کرنا چاہیے جو مومن کی معراج ہے اور کوشش کرنی چاہیے کہ فرض نماز جماعت کے بغیر نہ ادا ہو بلکہ امام کے ساتھ تکبیر اولی بھی ترک نہیں ہونی چاہیے اور نماز کو مستحب وقت میں ادا کرنا چاہیے، قرات میں قدر مسنون کو مد نظر رکھنا چاہیے، رکوع و سجود میں طمانیت ضروری ہے کیونکہ بقول

Marfat.com

مختار یا فرض ہے یا واجب' قومہ میں اس طرح سیدھا کھڑا ہونا چاہیئے کہ تمام بدن کی ہڈیاں اپنی اپنی جگہ پر آجائیں اور کھڑے ہونے کے بعد طمانیت درکار ہے کیونکہ طمانیت فرض ہے یا واجب یا سنت علی اختلاف الاقوال 'ایسے ہی جلسہ میں جو دو سجدوں کے درمیان ہے اچھی طرح بیٹھنے کے بعد اطمینان ضروری ہے جیسا کہ قومہ میں 'اور رکوع و سجود کی کم سے کم تسبیحیں تین بار ہیں اور زیادہ سے زیادہ سات بار یا گیارہ بار ہیں علی اختلاف الاقوال 'اور امام کی تسبیح مقتدیوں کے حال کے اندازہ سے ہونی چاہیئے ۔ شرم کی بات ہے کہ انسان اکیلا نماز پڑھنے کی حالت میں طاقت کے ہوتے ہوئے اقل تسبیحات پر کفایت کرے اگر زیادہ نہ ہوسکے تو پانچ یا سات بار تو کہے 'اور سجدہ کرتے وقت اول وہ اعضاء زمین پر رکھے جو زمین کے نزدیک ہیں پس اول دونوں زانوں زمین پر رکھے پھر دونوں ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی 'زانوں اور ہاتھ رکھتے وقت دائیں طرف سے شروع کرنا چاہیئے اور سر اٹھاتے وقت اول ان اعضاء کو اٹھانا چاہیئے جو آسمان سے نزدیک ہیں پس پہلے پیشانی اٹھانی چاہیئے ۔ اور قیام کے وقت اپنی نظر کو سجدہ کی جگہ پر اور رکوع کے وقت اپنے پاؤں پر اور سجدہ کے وقت نوک بنی پر اور جلوس کے وقت اپنے دونوں ہاتھوں پر یا اپنی گود کی طرف رکھنا چاہیئے جب نظر کو پراگندہ ہونے سے روک رکھیں اور مذکورہ بالا جگہوں پر لگائے رکھیں تو سمجھ لینا چاہیئے کہ نماز جمعیت کے ساتھ میسر ہوگئی اور خشوع والی نماز حاصل ہوگئی جیسا کہ نبی کریم ﷺ سے منقول ہے اور ایسے ہی رکوع کے وقت دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو کھلا رکھنا اور سجود کے وقت انگلیوں کا ملانا سنت ہے اس کو بھی مدنظر رکھنا چاہیئے' انگلیوں کا کھلا رکھنا یا ملانا بے تقریب و بے فائدہ نہیں ہے ' صاحب شرع نے اس میں کئی قسم کے فائدے ملاحظہ کرکے اس پر عمل کیا ہے' صاحب الشریعت ﷺ کی متابعت کے برابر کوئی فائدہ نہیں ہے یہ سب احکام مفصل اور واضح طور پر کتب فقہ میں مذکور ہیں یہاں بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ علم فقہ کے مطابق عمل بجالانے میں ترغیب ہو ۔ (ا) دفتر

اول مکتوب نمبر ۲۶۶

فرائض و نوافل کا تقابل

شک نہیں کہ نوافل فرضوں کے مقابلے میں کسی گنتی میں نہیں ہیں کاش ان کے

Marfat.com

درمیان قطرہ اور دریائے محیط ہی کی نسبت ہوتی بلکہ سنت کے مقابلہ میں نفل کی یہی نسبت ہے اگرچہ سنت و فرض کے درمیان بھی قطرہ اور دریا کی نسبت ہے پس دونوں قربوں (قرب بالنوافل و قرب بالفرائض) کے درمیان تفاوت' اس سے قیاس کرنا چاہئے اور عالم خلق کا شرف عالم امر پر اس تفاوت سے سمجھ لینا چاہئے' اکثر لوگ چونکہ اس معنی سے بے نصیب ہیں فرائض کو خراب کر کے نوافل کی ترویج میں کوشش کرتے ہیں۔

صوفیائے خام ذکر و فکر کو ضروری سمجھ کر فرض اور سنتون کے بجالانے میں سستی کئے ہیں اور چلے ریاضتیں اختیار کر کے جمعہ و جماعت ترک کردیتے ہیں' وہ یہ نہیں جانتے کہ ایک فرض کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا ان کے ہزار چلوں سے بہتر ہے' ہاں آداب شرعیہ کو مدنظر رکھ کر ذکر و فکر میں مشغول ہونا بہت ہی بہتر اور ضروری ہے۔

اور علمائے بے سرانجام بھی نوافل کے رواج دینے میں سعی کرتے ہیں اور فرائض کو خراب و ابتر کرتے ہیں مثلاً" نماز عاشورا کو جو پیغمبر ﷺ سے صحت تک نہیں پہنچی جماعت و جمعیت تمام کے ساتھ ادا کرتے ہیں حالانکہ جانتے ہیں کہ فقہ کی روایتیں نفلی نماز کی جماعت کی کراہت پر ناطق ہیں اور فرضوں کے ادا کرنے میں سستی کرتے ہیں' ایسا کم ہوتا ہے کہ فرض کو مستحب وقت میں ادا کریں بلکہ اصل وقت سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں اور جماعت کی بھی چنداں پابندی نہیں کرتے' جماعت میں ایک یا دو آدمیوں پر قناعت کرتے ہیں بلکہ بسا اوقات تنہا ہونے پر ہی کفایت کرتے ہیں' جب اسلام کے پیشواؤں کا یہ حال ہے تو پھر عوام کا کیا حال بیان کیا جائے' اس عمل کی بدبختی سے اسلام میں سنعف پیدا گیا اور اس فعل کی ظلمت سے بدعت و خواہش نفسانی ظاہر ہو گئی ہے۔دفتر اول مکتوب نمبر ۲۶۰

نماز میں حضور قلب نمایاں

اللہ تعالی تجھے ہدایت دے! واضح ہو کہ نماز کے کامل طور پر ادا کرنے سے مراد یہ ہے کہ نماز کے فرائض و واجبات اور سنت و مستحب جن کی تفصیل کتب فقہ میں بیان ہو چکی ہے سب کے سب ادا کئے جائیں' ان چاروں امور کے سوا اور کوئی ایسا امر نہیں

ہے جس کا نماز کو کامل کرنے میں دخل ہو' نماز کا خشوع بھی انہی چاروں امور میں مندرج ہے اور دل کا خشوع و خضوع بھی انہی پر وابستہ ہے' بعض لوگ ان امور کے صرف جان لینے کو کافی سمجھتے ہیں اور عمل میں سستی اور کاہلی کرتے ہیں اس لئے نماز کے کمالات سے بے نصیب رہتے ہیں۔

بعض لوگ حق تعالی کے ساتھ حضور قلب میں بڑا اہتمام کرتے ہیں لیکن اعمال ادسیہ ء جوارح میں کم مشغول ہوتے ہیں اور صرف سنتوں اور فرضوں پر کفایت کرتے ہیں یہ لوگ بھی نماز کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں' یہ لوگ نماز کے کمال کو غیر نماز سے ڈھونڈھتے ہیں کیونکہ حضور قلب کو نماز کے احکام سے نہیں جانتے اور یہ جو حدیث شریف میں آیا ہے لا صلوۃ الا بحضور القلب (نماز حضور قلب کے بغیر کامل نہیں ہوتی) ممکن ہے کہ اس حضور قلب سے مراد یہ ہو کہ ان امور اربعہ کے ادا کرنے میں دل کو حاضر رکھا جائے تاکہ ان امور میں سے کسی امر کے بجالانے میں کچھ فتور واقع نہ ہو اوراس حضور کے سوا اور کوئی حضور اس وقت فقیر کی سمجھ میں نہیں آتا دفتر اول مکتوب نمبر ۳۰۵

برکات رمضان مبارک

جاننا چاہئے کہ رمضان المبارک کا مہینہ بڑا بزرگ و مبارک ہے نفلی عبادت از قسم نماز و روزہ و صدقہ وغیرہ جو اس مہینے میں ادا کی جائے دوسرے دنوں کے فرضوں کے ادا کرنے کے برابر ہے اور اس مہینے کے فرضوں کا ادا کرنا دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے ادا کرنے کے برابر ہے ۔ اگر کوئی شخص اس مہینے میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے تو اسے بخش دیتے ہیں اور اس کی گردن کو دوزخ سے آزاد کر دیتے ہیں اور اس کو اس روزہ دار کے اجر کے برابر اجر عطا کرتے ہین بغیر اس کے کہ اس روزہ دار کے اجر کو کم کریں ایسے ہی اگر کوئی اپنے غلاموں سے خدمت لینے میں کمی کرے تو حق تعالی اس کو بخش دیتا ہے اور اس کی گردن کو دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے رمضان کے مہینے میں آنحضرت ﷺ قیدیوں کو آزاد فرما دیا کرتے تھے اور جو کوئی آپ سے جو کچھ مانگتا اسے عطا فرما دیتے تھے ۔

اگر کسی شخص کو اس مہینے میں خیرات اور اعمال صالحہ کی توفیق حاصل ہوجائے تو

تمام سال تک توفیق الٰہی اس کے شامل حال رہتی ہے اور اگر یہ مہینہ پراگندگی سے گذرا تو تمام سال ہی پراگندہ گزرتا ہے جہاں تک ہوسکے اس مہینے کی جمعیت میں کوشش کرنی چاہئے اور اس مہینے کو غنیمت سمجھنا چاہئے اس مہینے کی ہر رات میں کئی ہزار دوزخ کے لائق آدمیوں کو آزاد کرتے ہیں اور اس مہینے میں بہشت کے دوازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور شیطانوں کو زنجیر ڈالتے ہیں اور رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

افطار میں جلدی کرنا اور سحری کو دیر سے کھانا سنت ہے اور اس بارے میں آنحضرت ﷺ بڑا مبالغہ فرمایا کرتے تھے اور شاید سحری میں تاخیر اور افطار میں جلدی کرنے میں اپنے عجز و احتیاج کا اظہار ہے جو مقام بندگی کے مناسب ہے اور کھجور یا چھوہارے سے افطار کرنا سنت ہے اور آپ ﷺ افطار کی وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے ذهب الظمآء وابتلت العروق وثبت الا جر انشآء اللّٰہ تعالی (پیاس دور ہوگئی اور رگیں تر ہوگئیں اور اجر ثابت ہوگیا انشاء اللہ تعالی) تراویح کا ادا کرنا اور قرآن مجید کا ختم کرنا اس مہینے میں سنت موکدہ ہے اور اس سے بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ دفتر اول مکتوب نمبر ۴۵

زکوۃ ادا کرنا صدہا نفلی صدقات سے بہتر ہے

اول اپنے اعتقاد کو اہل سنت وجماعت کے عقائد کے موافق درست کرنا چاہئے پھر احکام فقہ کے مطابق عمل کرنا چاہئے خصوصاً" ادائے فرض میں بڑی کوشش کرنی چاہئے اور حل و حرمت میں بڑی احتیاط بجا لانی چاہئے اور عبادات نافلہ کو عبادات فرائض کے مقابلہ میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اس زمانہ میں اکثر لوگ نوافل کو رواج دیتے ہیں اور فرائض کو خراب کرتے ہیں، نوافل کے ادا کرنے میں بڑی کوشش کرتے ہیں اور فرائض کو خوار و بے اعتبار سمجھتے ہیں، روپیہ سب کا سب وقت بے وقت مستحق اور غیر مستحق کو دیتے ہیں لیکن زکوۃ کے طور پر ایک پیسہ بھی مستحق کو دینا دشوار ہے یہ نہیں جانتے کہ ایک پیسہ زکوۃ کے طور پر مصرف شرعیہ میں دینا لاکھوں روپے صدقہ نافلہ سے بہتر ہے کیونکہ ادائے زکوۃ میں حق تعالی کے حکم کی بجا آوری ہے اور صدقہ نافلہ میں اکثر ہوائے نفسانی کی تابعداری ہے، اسی واسطے فرض میں ریا کی

گنجائش نہیں اور نفل میں ریا کا دخل ہے یہی سبب ہے کہ زکوۃ کو ظاہر کر کے دینا بہتر ہے تاکہ تہمت دور ہو جائے اور صدقہ نافلہ کو چھپا کر دینا بہتر ہے جو قبولیت کے لئے مناسب ہے' غرض جب تک احکام شرعیہ کو لازم نہ پکڑیں تب تک دنیا کی مضرت سے نہیں بچ سکتے اگر دنیا کا ترک حقیقی میسر نہ ہو تو ترک حکمی میں کوتاہی نہ کرنی چاہئے اور وہ اقوال وافعال میں شریعت کا لازم پکڑنا ہے واللہ سبحانہ الموفق ۔ دفتر اول مکتوب نمبر ۲۹

(دیگر) "مثلاً" زکواۃ کے طور پر ایک پیسہ کا صدقہ کرنا جس طرح نفلی طور پر سونے کے بڑے بڑے پہاڑ صدقہ کرنے سے کئی درجے بہتر ہے اسی طرح اس پیسہ کا صدقہ کرنے میں کسی ادب کی رعایت کرنا مثلاً" اس کو کسی قریبی محتاج کو دینا بھی اس سے کئی درجے بہتر ہے ۔ (۲)

ارشاد نبوی کی اہمیت

میرے مخدوم! فقیر کو اس قسم کی باتیں سننے کی ہرگز تاب نہیں' بے اختیار میری رگ فاروقی جوش میں آجاتی ہے اور اس میں توجیہ و تاویل کی طرف فرصت نہیں دیتی' ان باتوں کا قائل شیخ کبیر یمنی ہو یا شیخ اکبر شامی مگر ہم کو تو محمد عربی ﷺ کا کلام درکار ہے نہ کہ محی الدین عربی اور صدرالدین قونوی اور عبدالرزاق کاشی کا کلام ہم کو نص (قرآن و سنت) سے کام ہے نہ کہ فص (فصوص الحکم تصنیف شیخ محی الدین ابن عربی) سے فتوحات مدینہ (احادیث) نے ہم کو فتوحات مکیہ (تصنیف شیخ محی الدین ابن عربی) سے بے نیاز کر دیا ہے ۔ دفتر اول مکتوب نمبر ۱۰۰

نجات شریعت کی پیروی میں ہے

نجات کا طریق اور (عذاب الہی سے) خلاصی کا راستہ اعتقادی اور عملی طور پر صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت ہے استاد و پیر اس لئے پکڑتے ہیں تاکہ وہ شریعت کی طرف رہنمائی کریں اور ان کی برکت سے شریعت کے اعتقاد و عمل میں آسانی اور سہولت حاصل ہو جائے نہ یہ کہ مرید جو چاہیں کریں اور جو کچھ چاہیں کھائیں پیران کے لئے ڈھال بن جائیں گے اور عذاب سے بچالیں گے کیونکہ کہ ایسا خیال کرنا ایک کمی اور بے کار آرزو ہے وہاں محشر میں کوئی شخص اللہ تعالی کی اجازت کے بغیر شفاعت نہ کر سکے گا اور جب تک عمل پسندیدہ نہ ہوں گے کوئی اس کی شفاعت نہیں

Marfat.com

کرے گا اور عمل پسندیدہ اس وقت ہوں گے جبکہ شریعت کے مطابق عمل کیا جائے گا شریعت کی متابعت کے ہوتے ہوئے اگر کوئی لغزش اور قصور اس سے سرزد ہوگا تو اس کا تدارک شفاعت سے ہوسکے گا۔ دفتر سوم مکتوب ۴۱

اجزائے شریعت

شریعت کے تین جزو ہیں علم، عمل، اخلاص۔ جب تک یہ تینوں جزو متحقق نہ ہوں شریعت متحقق نہیں ہوتی اور جب شریعت حاصل ہوگئی تو گویا حق تعالی کی رضا مندی حاصل ہوگئی جو دنیا و آخرت کی تمام سعادتوں سے بڑھ کر ہے ورضوان من اللہ اکبر(اور اللہ تعالی کی رضامندی سب سے بڑھ کر ہے) پس شریعت دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں کی ضامن ہے اور کوئی ایسا مطلب باقی نہیں رہتا جس کے حاصل کرنے کے لئے شریعت کے سوا کسی اور چیز کی ضرورت پڑے طریقت اور حقیقت جن کے ساتھ صوفیائے کرام ممتاز ہیں اخلاص کے کامل کرنے میں شریعت کے خادم ہیں پس ان دونوں کے حاصل کرنے سے مقصود شریعت کی تکمیل ہے نہ کہ شریعت کے سوا اور کوئی امر احوال و مواجید اور علوم و معارف جو صوفیائے کرام کو اثنائے راہ میں حاصل ہوتے ہیں وہ اصلی مقاصد میں سے نہیں ہیں بلکہ اوہام وخیالات ہیں جن سے طریقت کے اطفال کی تربیت کی جاتی ہے ان سب سے گذر کر مقام رضا تک پہنچنا چاہئے جو مقام جذبہ و سلوک کی نہایت ہے کیونکہ طریقت و حقیقت کی منزلیں طے کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اخلاص حاصل ہو جائے جو مقام رضا حاصل ہونے کے لئے لازمی و ضروری ہے۔ دفتر اول مکتوب ۳۶

شریعت و تصوف

کل قیامت کے روز شریعت کی بابت پوچھیں گے اور تصوف کی بابت کچھ نہیں پوچھیں گے جنت میں داخل ہونا اور دوزخ سے بچنا شریعت کے احکام بجالانے پر منحصر ہے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام نے جو کہ تمام مخلوقات میں سب سے بہتر ہیں شرائع کی طرف دعوت دی ہے اور نجات کا مدار اسی کو مقرر کیا ہے ان بزرگوں کی بعثت کا مقصد شریعت کی تبلیغ ہے پس سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ شریعت کو رواج

دینے اور اس کے حکموں میں سے کسی حکم کو زندہ کرنے کی کوشش کی جائے خاص طور پر ایسے زمانہ میں جبکہ اسلام کے نشانات مٹ گئے ہوں کروڑوں روپیہ خدا کے راستہ میں خرچ کرنا شرعی مسائل میں سے کسی ایک مسئلہ کو رواج دینے کے برابر نہیں ہو سکتا کیونکہ اس فعل میں انبیاء علیہم الصوٰۃ والسلام کی اقتداء ہے جو بزرگ ترین مخلوقات ہیں۔ دفتر اول مکتوب نمبر ۴۸

علوم شرعیہ کی تدریس

نصیحت یہ کہ علوم کے درس میں کسی طرح بھی کوتاہی نہ کریں اگر آپ کا سارا وقت درس ہی میں صرف ہو جائے تو نہایت اچھا ہے' ذکر و فکر کی ہوس نہ کریں' رات کی اوقات ذکر و فکر کے لئے وسیع ہیں۔ شیخ حسن کو بھی سبق پڑھاتے رہیں اور اس کو بیکار نہ رہنے دیں۔ان حدود میں چونکہ علم بہت کم ہے اس لئے علوم شرعیہ کو زندہ و تازہ کرتے رہیں' زیادہ کیا مبالغہ کیا جائے۔ دفتر دوم مکتوب ۸

ضرورت شیخ

جب حکما کے نزدیک مقرر ہے کہ مریض جب تک بیماریوں سے تندرست نہ ہو جائے کوئی غذا اسے فائدہ نہیں دیتی اگرچہ مرغ بریاں ہو بلکہ اس صورت میں غذا مرض کو بڑھا دیتی ہے ہرچہ گیرد علتی علت شود۔ پس پہلے اس مرض کے دور کرنے کی فکر کرتے ہیں اس کے بعد مناسب غذاؤں کے ساتھ آہستہ آہستہ اس کو اصلی قوت کی طرف لاتے ہیں۔

پس آدمی جب تک مرض قلبی میں مبتلا ہے فی قلوبھم مرض کوئی عبادت و طاعت اس کو فائدہ نہیں دیتی بلکہ اس کے لئے مضر ہے رب تال للقران والقران یلعنہ (بعض لوگ قرآن اس طرح پڑھتے ہیں قرآن ان پر لعنت کرتا ہے) حدیث مشہور ہے ورب صائم لیس لہ من صیامہ الا الجوع والظمآء (بعض روزہ دار ایسے ہیں کہ سوائے بھوک اور پیاس کے اور کچھ ان کے نصیب نہیں ہوتا) خبر (حدیث) صحیح ہے۔

دلی امراض کا علاج کرنے والے بعض مشائخ بھی اول مرض دور کرنے کا حکم

Marfat.com

فرماتے ہیں اور اس مرض سے مراد ماسوائے حق کی گرفتاری ہے بلکہ اپنے نفس کی گرفتاری ہے کیونکہ ہر ایک شخص جو کچھ چاہتا ہے اپنے نفس کے لئے چاہتا ہے اگر فرزند کو دوست رکھتا ہے تو اپنے لئے اور اگر مال و ریاست وحب جاہ سے تو اپنے لئے، پس در حقیقت اس کا معبود اس کی اپنی نفسانی خواہش ہے جب تک نفس اس قید سے خلاص نہ ہو جائے تب تک نجات کی امید مشکل ہے۔ پس دانشمند علماء اور صاحب بصیرت حکماء پر اس مرض کے دور کرنے کی فکر لازم ہے۔ دفتر اول مکتوب نمبر ۱۰۵

اولیاء اللہ سے عقیدت کی اہمیت

اس گروہ کی محبت جوان کی معرفت پر مترتب ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے دیکھئے کس صاحب نصیب کو اس نعمت سے مشرف فرماتے ہیں۔ شیخ الاسلام ہروی فرماتے ہیں کہ الٰہی یہ کیا ہے جو تو نے اپنے دوستوں کو عطا فرمایا ہے کہ جس نے ان کو پہچانا تجھ کو پالیا اور جب تک تجھ کو نہ پایا ان کو نہیں پہچانا، اس گروہ کا بغض زہر قاتل ہے اور ان پر طعن کرنا ہمیشہ کی محرومی کا باعث ہے نجانا اللّٰہ سبحانہ وایاکم عن ھذہ الابتلاء (اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو اس آزمائش سے بچائے) شیخ الاسلام نے فرمایا ہی کہ الٰہی! جس کو تو اپنے دربار سے دھتکارنا چاہتا ہے اس کو ہمارا مخالف بنا دیتا ہے۔

بے	عنایات	حق	و	خاصان حق
گر	ملک	باشد	سیاہ	ہستش ورق

دفتر اول مکتوب نمبر ۱۰۶

اولیائے کاملین پر اعتراض کی ممانعت

اطمینان حاصل ہونے کے بعد اعتراض کی مجال نہیں ہے کیونکہ نفس اس مقام میں حق تعالیٰ سے راضی ہے اور حق تعالیٰ اس سے راضی، پس وہ پسندیدہ و مقبول ہے اور مقبول پر اعتراض جائز نہیں اور اس کی مراد حق تعالیٰ کی مراد ہے کیوں کہ اس دولت کا حاصل ہونا اللہ تعالیٰ کے اخلاق کے ساتھ متخلق (متصف) ہونے کے وقت ہے اس کا پاک میدان (فضا) ہم پست فطرتوں کے اعتراض سے بہت بلند ہے ہم جو کچھ کہیں گے وہ ہماری ہی طرف لوٹ آئے گا۔

آنکہ خویشتن چونیست جنیں
چہ دارد از چناں و چنیں

پیر ناقص کے نقصانات

جان لے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے پس افسوس اس شخص پر جس نے اس میں نہ بویا اور اپنی استعداد کی زمین کو بیکار رہنے دیا اور اپنے اعمال کے بیج کو ضائع کر دیا اور جاننا چاہئے کہ زمین کا ضائع اور بیکار کرنا دو طریق پر ہے ایک یہ کہ اس میں کچھ نہ بوئے اور دوسرے یہ کہ اس میں خبیث اور خراب بیج ڈالے' اور دوسری قسم ضائع کرنے میں پہلی قسم کی بہ نسبت زیادہ ضرر رساں ہے اور اس کا فساد زیادہ ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے اور بیج کا خبیث و ناپاک ہونا اس طرح پر ہے کہ ناقص سالک سے طریقہ اخذ کرے اور اس کے مسلک پر چلنے لگے کیونکہ ناقص حرص و ہوا کے تابع ہوتا ہے اس کی کچھ تاثیر نہیں ہوتی ہے اور اگر بالفرض تاثیر ہو بھی تو وہ اس کی حرص و ہوا کو ہی زیادہ کرے گی پس اس کا نتیجہ تاریکی پر تاریکی ہے اور نیز چونکہ ناقص خود ہرگز واصل نہیں ہے اس لئے اس کو خدا کی طرف پہنچانے والے اور نہ پہنچانے والے راستوں کے درمیان تمیز حاصل نہیں ہے اور اسی طرح وہ طالبوں کی مختلف استعدادوں کے درمیان فرق نہیں جانتا اور چونکہ اس ناقص نے طریق جذبہ طریق سلوک میں فرق نہیں کیا تو بسا اوقات جس طلب کی استعداد ابتداء میں طریق جذبہ کے مناسب ہوگی اور طریق سلوک کے لئے نامناسب ہو گی۔ اگر اس ناقص شیخ نے ان مختلف طریقوں اور استعداد کے درمیان تمیز نہ ہونے کے باعث اس مرید کو طریق سلوک پر چلایا تو اس نے اس مرید کو راہ حق سے گمراہ کر دیا جیسا کہ ناقص پیر خود گمراہ تھا۔

نیت کی درستگی کی اہمیت

کام کا مدار دل پر ہے' اگر دل حق تعالی کے غیر کے ساتھ گرفتار ہے تو خراب و ابتر ہے' محض ظاہری اعمال اور رسمی عبادات سے مقصد حاصل نہیں ہو سکتا' ماسوائے حق کی طرف توجہ کرنے سے دل کو سلامت رکھنا اور اعمال صالحہ جو بدن سے تعلق رکھتے ہیں اور شریعت نے جن کے بجالانے کے لئے حکم کیا ہے دونوں درکار ہیں بدنی

اعمال صالحہ کی بجا آوری کے بغیر دل کی سلامتی کا دعوی کرنا باطل ہے جس طرح اس جہان میں بدن کے بغیر روح کا ہونا متصور نہیں ہے اسی طرح دل کے احوال بدنی اعمال صالحہ کے بغیر محال ہیں اس زمانہ میں اکثر ملحد اس قسم کا دعوی کئے بیٹھے ہیں ۔ حق تعالی اپنے حبیب ﷺ کے طفیل ہمیں ان کے ایسے برے عقائد سے بچائے ۔ دفتر اول مکتوب نمبر ۳۹

مقصود سلوک

پس سیر و سلوک اور تزکیہ نفس و تصفیہ ء قلب سے مقصود یہ ہے کہ باطنی آفات اور دلی امراض جن کی نسبت آیہ ء کریمہ فی قلوبہم مرض میں اشارہ کیا گیا ہے دور ہو جائیں تا کہ ایمان کی حقیقت حاصل ہو جائے اور ان امراض و آفات کے باوجود اگر ایمان ہے تو وہ صرف ظاہری اور رسمی طور پر ہے ۔ دفتر اول مکتوب ۴۶

اتباع سنت قلبی امراض کا علاج ہے

جب تک انسان کا دل پراگندہ تعلقات سے آلودہ ہے اسوقت تک محروم و مہجور ہے، دل کی حقیقت جامع کے آئینے سے ماسوی اللہ کی محبت کے زنگار کو دور کرنا ضروری ہے اور دل سے اس زنگار کو دور کرنے والی سب سے بہتر چیز حضرت محمد مصطفے ﷺ کی بزرگ و روشن سنت کی تابعداری ہے جس کا مدار نفسانی عادتوں کے ترک کرنے اور ظلمانی رسموں کے ہٹانے پر ہے ۔ دفتر اول مکتوب نمبر ۴۲

سب سے بڑی نیکی ترویج سنت ہے

انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام نے جو تمام مخلوقات میں سب سے بہتر ہیں شرائع کی طرف دعوت دی ہے اور نجات کا مدار اسی پر رکھا گیا ہے اور ان اکابر کی بعثت سے مقصود احکام شریعت کا لوگوں تک پہنچانا ہی ہے پس سب سے بڑی نیکی یہی ہے کہ شریعت کو رواج دینے اور اس کے حکموں میں سے کسی حکم کو زندہ کرنے میں کوشش کی جائے خاص طور پر ایسے زمانہ میں جبکہ اسلام کے نشانات منہدم ہو گئے ہوں کروڑوں روپیہ خدا کے راستہ میں خرچ کرنا شرعی مسائل میں سے کسی ایک مسئلہ کو رواج دینے کے برابر نہیں ہے' اس لئے کہ اس فعل میں انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی اقتداء ہے جو کہ بزرگترین مخلوقات ہیں اور اس فعل میں ان اکابر کے ساتھ شریک

Marfat.com

ہوتا ہے اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ سب سے بڑھ کر نیکیاں انہی حضرات کو عطا ہوئی ہیں اور کروڑہا روپیہ خرچ کرنا تو اور ان بزرگواروں کے علاوہ اوروں کو بھی میسر ہے' اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ شریعت کے احکام بجالانے میں نفس کی پوری پوری مخالفت ہے کیونکہ شریعت نفس کے برخلاف وارد ہوئی ہے اور اموال کے خرچ کرنے میں تو کبھی نفس بھی موافقت کر لیتا ہے' البتہ ان مالوں کے خرچ کرنے میں جو کہ شریعت کی تائید اور مذہب کی ترویج کے لئے ہوں بہت بڑا درجہ ہے اور اس نیت سے ایک جتیل (پیسہ) کا خرچ کرنا کسی دوسری نیت سے لاکھوں روپے خرچ کرنے کے برابر ہے۔ دفتر اول مکتوب نمبر ۴۸

بہترین مخلوق اور بدترین مخلوق

تمام مخلوقات سے بہتر بھی انسان ہی ہے اور بدتری بھی انسان ہے نے کیونکہ حبیب رب العالمین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بھی انسانوں ہی میں سے تھے اور زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے خدائے پاک کا دشمن ابوجہل ملعون بھی انسانوں ہی میں سے تھا' پس لازما" جب تک سب کی گرفتاری سے آزاد ہو کر ایک خدا کے ساتھ جو ایک ہونے سے بھی منزہ و پاک ہے گرفتار و مقید نہ ہو جائیں تب تک خرابی ہی خرابی اور وبال ہی وبال ہے لیکن مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ (اگر کوئی چیز کلی طور پر نہ ملے تو اس کو کلی طور پر ترک نہ کر دیا جائے) کے موافق اپنی چند روز زندگی کو صاحب شریعت ﷺ کی تابعداری میں بسر کرنا چاہئے کیونکہ آخرت کے عذاب سے بچنا اور ہمیشہ کی نعمتوں کے ساتھ کامیاب ہونا اسی تابعداری کی سعادت پر وابستہ ہے۔

~~متروک سنت کو زندہ کرنے کا ثواب~~ حقوق العباد

علماء نے فرمایا ہے کہ نیم دانگ اس شخص کو واپس دیدینا جس سے غیر شرعی طریقہ پر ظلم کے طور پر لیا ہو دوسو درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے علماء نے فرمایا ہے کہ اگر ایک شخص کے نیک عمل پیغمبر کے عملوں کی طرح ہوں اور اس پر کسی شخص کا نیم دانگ جتنا حق باقی رہا ہو تو اس شخص کو اس وقت تک بہشت میں نہیں لے جائیں گے

جب تک اس نیم دانگ کو ادا نہ کر دیگا۔

حقوق العباد کی اہمیت

ظاہر کو احکام شرعیہ سے آراستہ کر کے باطن کی طرف متوجہ ہونا چاہئے تاکہ غفلت کے ساتھ آلودہ نہ رہے کیونکہ باطن کی امداد کے بغیر احکام شرعیہ سے آراستہ ہونا مشکل ہے' علما صرف فتوی دیتے ہیں اور اہل اللہ کام کرتے ہیں' باطن میں کوشش کرنا ظاہر کی کوشش کو مستلزم ہے اور جو کوئی باطن ہی کی درستی میں لگا رہے اور ظاہر کی پروانہ کرے وہ ملحد ہے اور اس کے وہ باطنی احوال' استدراج ہیں باطنی حالات کے درست ہونے کی علامت ظاہر کو احکام شرعیہ سے آراستہ کرنا ہے استقامت کا طریق یہی ہے اور اللہ تعالی توفیق دینے والا ہے۔ دفتر اول مکتوب نمبر ۵۲

ظاہر و باطن کا تعلق

سب سے اعلی نصیحت جو دوستان سعادت مند کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ سنت سنیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی متابعت کریں اور بدعت ناپسندیدہ سے بچیں' جو شخص سنتوں میں سے کسی سنت کو جو متروک العمل ہو چکی ہو زندہ کرے اس کے لئے سو شہید کا ثواب ہے تو پھر معلوم کرنا چاہئے کہ جب کوئی شخص کسی فرض یا واجب کو زندہ کرے گا اس کو کس قدر ثواب ملے گا نماز میں تعدیل ارکان (اطمینان سے ادا کرنا) جو اکثر علمائے حنفیہ کے نزدیک واجب ہے اور امام ابو یوسف و امام شافعی رحمہا اللہ کے نزدیک فرض ہے اور بعض علمائے حنفیہ کے نزدیک سنت ہے اکثر لوگوں نے اس امر کو ترک کر دیا ہے اس ایک عمل کا زندہ اور جاری کرنا فی سبیل اللہ سو شہیدوں کے ثواب سے زیادہ ہوگا' باقی احکام شرعیہ یعنی حلال و حرام و مکروہ کا بھی یہی حال ہے۔

ظاہر کو احکام شرعیہ سے آراستہ کر کے باطن کی طرف متوجہ ہونا چاہئے تاکہ غفلت کے ساتھ آلودہ نہ رہے کیونکہ باطن کی امداد کے بغیر احکام شرعیہ سے آراستہ ہونا مشکل ہے علماء صرف فتوی دیتے ہیں اور اہل اللہ کام کرتے ہیں' باطن میں کوشش کرنا ظاہر کی کوشش کو مستلزم ہے اور جو کوئی باطن ہی کی درستی میں لگا رہے اور ظاہر

Marfat.com

کی پرواہ نہ کرے وہ ملحد ہے اور اس کے وہ باطنی احوال استدراج ہیں باطنی حالات کے درست ہونے کی علامت ظاہر کو احکام شرعیہ سے آراستہ کرنا ہی استقامت کا طریق یہی ہے اور اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔ دفتر اول مکتوب ۸۷

زندگی کو غنیمت جانو

دین و دنیا کو جمع کرنا دو ضدوں کو جمع کرنا ہے پس طالب آخرت کے لئے دنیا کا ترک کرنا ضروری ہے اور چونکہ اس زمانے میں اس کا حقیقی ترک میسر نہیں ہو سکتا بلکہ دشوار ہے اسلئے ناچار ترک حکمی پر ہی قرار پکڑنا چاہئے اور ترک حکمی سے مراد یہ ہے کہ دنیاوی امور میں شریعت روشن کے حکم کا پابند ہونا چاہئے اور کھانے پینے رہنے سہنے میں شرعی حدود کو مد نظر رکھنا چاہئے اور ان حدود سے تجاوز نہ کرنا چاہئے' بڑھنے والے مالوں اور چرنے والے چوپایوں میں زکوٰۃ کا فرض شدہ حصہ ادا کرنا چاہئے' جب شرعی احکام سے آراستگی حاصل ہو گئی تو دنیا کی مضرت سے نجات مل گئی اور وہ آخرت کے ساتھ جمع ہو گئی اور اگر کسی کو اس قسم کا حکمی ترک بھی میسر نہ ہو وہ اس حکم سے خارج ہے وہ منافق کا حکم رکھتا ہے کیونکہ صرف ظاہری ایمان آخرت میں فائدہ مند نہ ہو گا اس کا نتیجہ صرف دنیاوی خونبہاؤں (جانوں) اور مالوں کی حفاظت ہے ۔دفتر اول مکتوب ۴۷

دنیا کی حقیقت

اے فرزند! دنیا آزمائش اور امتحان کا مقام ہے اس کے ظاہر کو طرح طرح کی آرائشوں سے ملمع و آراستہ کیا گیا ہے اور اس صورت کو وہی خط و خال وزلف ورخسار سے پیراستہ کیا ہے دیکھنے میں شیریں و ترو تازہ نظر آتی ہے لیکن حقیقت میں عطر لگا ہو مردار اور مکھیوں اور کیڑوں سے بھرا ہوا کوڑا اور پانی کی طرح دکھائی دینے والا سراب اور زہر کی مانند شکر ہے اس کا باطن سراسر خراب اور ابتر ہے اور اس قدر گندگی کے باوجود اہل دنیا کے ساتھ اس کا معاملہ جسقدر بیان کیا جائے اس سے بھی بدتر ہے' اس کا فریفتہ دیوانہ اور جادو کیا ہوا ہے اور اس کا گرفتار مجنون و فریب خوردہ ہے' جو شخص اس کے ظاہر پر فریفتہ ہوا ہمیشہ ہمیشہ کے خسارے کے داغ سے داغدار ہوا اور جس نے اس کی مٹھاس اور ترو تازگی پر نظر کی ہمیشہ کی شرمندگی اس کے نصیب میں

Marfat.com

آئی' سرور کائنات حبیب رب العالمین ﷺ نے فرمایا ہے ماالدنیا والاخرۃ الاضرتان ان رضیت احدا ھما سخطت الاخری (دنیا اور آخر دونوں آپس میں سوکن ہیں اگر ان میں سے ایک راضی ہو گی تو دوسری ناراض ہو گی) پس جس نے دنیا کو راضی کیا آخرت اس سے ناراض ہو گئی پس بالضرور وہ آخرت سے بے نصیب ہو گیا' اللہ تعالی ہم کو اور آپ کو دنیا اور اہل دنیا کی محبت سے بچائے۔ (آمین)

دفتر اول مکتوب نمبر ۴۷

بیکار مشاغل سے پرہیز لازم ہے

اے فرزند! کیا تو جانتا ہے کہ دنیا کیا ہے' دنیا وہی ہے جو تجھے حق تعالی کی طرف سے باز رکھے' پس زن و فرزند ومال و جاہ وریاست ولہوولعب اور لیعنی (بیکار) لایعنی کاموں میں مشغول ہونا ہے سب دنیا میں داخل ہے (کیونکہ یہ سب اللہ تعالی کے ساتھ تعلق کے مانع ہیں) اور وہ علوم جو آخرت کو آخرت میں کام آنے والے نہیں ہیں سب دنیا ہی ہیں' اگر نجوم و ہندسہ و منطق و حساب وغیرہ بے فائدہ علوم کا حاصل کرنا کار آمد ہوتا تو فلاسفہ سب اہل نجات میں سے ہوتے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:
علامۃ اعراضہ تعالی عن العبد اشتغالہ بما لا یعنیہ (بندہ کا فضول و بے فائدہ کاموں میں مشغول ہونا اللہ تعالی کی اس سے روگردانی کی علامت ہے۔ دفتر اول مکتوب نمبر ۴۷

Marfat.com

دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے

نصیحت یہ ہے کہ صاحب شریعت علیہ الصوٰۃ والسلام کی تابعداری کو لازم پکڑیں اور دنیا کی زیب و زینت کی طرف توجہ نہ کریں اور اس کے ہونے یا نہ ہونے کی پرواہ نہ کریں کیونکہ دنیا حق تعالیٰ کی ناپسندیدہ اور مبغوضہ ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی کچھ قدر نہیں ہے پس مناسب ہے کہ بندوں کے نزدیک اس کا عدم اس کے وجود سے بہتر ہو' اس کی بیوفائی اور جلدی جاتے رہنے کا قصہ مشہور ہے بلکہ مشاہدہ میں آچکا ہے پس ان اہل دنیا سے جو پہلے گذر چکے ہیں عبرت حاصل کریں اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو سید المرسلین ﷺ کی تابعداری کی توفیق بخشے۔

دفتر اول مکتوب ۴۷

فضیلت تقویٰ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ما آتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا (ہمارا رسول ﷺ جو چیز تمہارے پاس لائے اس کو لے لو اور جس چیز سے تم کو منع کرے اس سے رک جاؤ) نجات کا مدار دو جزا پر ہے اوامر کا بجالانا اور نواہی سے رک جانا' اور ان دونوں جزوں میں سے آخری اجزا زیادہ عظمت والا ہے جس کو ورع و تقویٰ سے تعبیر کیا گیا ہے' رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص کا ذکر عبادت واجتہاد کے ساتھ اور دوسرے شخص کا ذکر ورع کے ساتھ کیا گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ ورع یعنی پرہیزگاری کے برابر کوئی چیز نہیں اور نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ملاک دینکم الورع (تمہارے دین کا مقصود پرہیزگاری ہے) اور فرشتوں پر انسان کی فضیلت اسی جزو سے ثابت ہے اور قرب کے درجوں پر ترقی بھی اسی جزو سے ثابت ہوتی ہے کیونکہ فرشتے جزو اول میں شریک ہیں اور ترقی ان میں مفقود ہے پس ورع و تقویٰ کے جزو کا مدنظر رکھنا اسلام کے اعلیٰ ترین مقاصد اور دین کی اشد ضروریات میں سے ہے اور اس جزو کی رعایت جس کا مدار محرمات سے بچنے پر ہے کامل طور پر اس وقت حاصل ہوتی ہے جبکہ فضول مباحات سے پرہیز کیا جائے کیونکہ مباحات کے اختیار کرنے میں باگ کا ڈھیلا چھوڑنا مشتبہ امور تک پہنچا دیتا ہے' اور مشتبہ حرام کے نزدیک ہے جس چراوا ہے نے شاہی چراگاہ کے قریب اپنے جانوروں

Marfat.com

کو چرنے دیا تو قریب ہے کہ وہ جانور اس چراگاہ میں جا پڑے ۔ پس کمال تقوی کے حاصل ہونے کے لئے بقدر ضرورت مباحات پر کفایت کرنا ضروری ہے اور وہ بھی اس شرط پر کہ وظائف بندگی (عبادات) کے ادا کرنے کی نیت ہو ورنہ اس قدر بھی وبال ہے اور اس کا قلیل بھی کثیر کا حکم رکھتا ہے اور چونکہ فضول مباحات سے پورے طور پر بچنا تمام اوقات میں اور خاص طور پر اس وقت میں بہت ہی دشوار ہے اسے لئے محرمات سے بچ کر حتی المقدور فضول مباحات کے اختیار کرنے کا دائرہ بہت تنگ کرنا چاہئے اور اس ارتکاب میں ہمیشہ شرمندہ ہونا چاہئے اور مغفرت طلب کرنی چاہئے اور اس کو محرمات میں داخل ہونے کا دروازہ سمجھ کر ہمیشہ حق تعالی کی جناب میں التجا اور گریہ زاری کرنی چاہئے شاید کہ ندامت واستغفار اور التجا وتضرع فضول مباحات سے بچنے کا ذریعہ ہوجائے اور اس کی آفت سے محفوظ کردے ۔ ایک بزرگ کا ارشاد ہے انکسار العاصین احب الی اللّٰہ من صولۃ المطیعین (گنہگاروں کی عاجزی اللہ تعالی کے نزدیک فرمانبرداروں کے دبدبہ سے بہتر ہے) اور محرمات سے بچنا بھی دو قسم پر ہے ایک وہ قسم ہے جو اللہ تعالی کے حقوق سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری وہ ہے جو بندوں کے حقوق سے متعلق ہے اور دوسری قسم کی رعایت ضروری ہے ۔ دفتر اول مکتوب ۷۶

مفلس کون

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص پر اس کے بھائی کا مال یا کسی اور قسم کا حق ہے تو اس کو چاہئے کہ آج ہی اس سے معاف کرالے قبل اس کے کہ اس کے پاس دینار و درہم نہ ہوں، اگر اس کا کوئی نیک عمل ہو گا تو اس کے ظلم کے موافق لے کر صاحب حق کو دیا جائے گا اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوں گی تو صاحب حق کی برائیاں لے کر اس کی برائیوں میں زیادہ کردی جائیں گی ۔

اور نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ حاضرین نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ ہے جس کی پاس نہ درہم ہوں نہ اسباب ۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے روز نماز روزہ زکوۃ سب کچھ لیکر آئے مگر ساتھ ہی اس نے کسی کو گالی دی ہو اور کسی کو

Marfat.com

تہمت لگائی ہو اور کسی کا مال کھایا ہو اور کسی کا خون گرایا ہو اور کسی کو مارا ہو تو اس کی نیکیوں میں سے ہر حقدار کو اس کے حق کے برابر دی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں ان کے حقوق کے برابر نہ ہوئیں بلکہ پہلے ہی ختم ہو گئیں تو ان حقداروں کے گناہ لیکر اس کی برائیوں میں شامل کر دیئے جائیں گے پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ دفتر اول مکتوب ۷۶

توبہ کی اہمیت

گناہوں سے توبہ کرنا ہر شخص کے لئے واجب اور فرض عین ہے کوئی بشر اس سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ جب انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام بھی توبہ سے مستغنی نہیں ہیں تو پھر اوروں کا کیا ذکر ہے حضرت سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں انه لیغان علی قلبی وانی لاستغفر اللّٰہ فی الیوم واللیلة سبعین مرة (میرے دل پر پردہ آجاتا ہے اس لئے رات دن میں ستر بار اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں) دفتر دوم مکتوب نمبر ۶۶

توبہ کرنے کے طریقے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ' فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جو صادق ہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ما من عبداذنب ذنبا فقام فتوضاء وصلی واستغفر اللّٰہ من ذنبه الا کان حقا علی اللّٰہ ان یغفر له (جب کسی بندہ سے گناہ سرزد ہو تو وضو کرے' نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کے گناہ بخش دیتا ہے) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یعمل سوء اویظلم نفسه ثم یستغفر اللّٰہ یجد اللّٰہ غفورا رحیما (جو شخص برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگے تو اللہ تعالیٰ کو غفور رحیم پائے گا۔) (نساء ۴ آیت ۱۱۰)

رسول اللہ ﷺ نے ایک اور حدیث میں فرمایا ہے: من اذنب ذنبا ثم ندم علیه فهو کفارته (جو شخص گناہ کرکے نادم ہوا تو یہ ندامت اس کے گناہ کا کفارہ ہے)۔ اور حدیث شریف میں ہے ان الرجل اذاقال استغفرک الرابعة واتوب الیک ثم عادثم قالها ثم عادثلث مرات کتب فی

Marfat.com

الرابعتہ من الکبائر (جب آدمی نے کہا میں بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں پھر اس نے گناہ کیا پھر اسی طرح کیا پھر گناہ کیا' تین بار' چوتھی بار کبیرہ گناہ لکھا جائے گا۔ دفتر دوم مکتوب ٦٦

توبہ کرنے میں جلدی کرو

رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے: ھللک المسوفون (آج کل کرنے والے (یعنی توبہ میں تاخیر کرنے والے) ہلاک ہوگئے)۔

لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کے طور پر فرمایا کہ اے بیٹا! توبہ میں کل تک تاخیر نہ کر' کیونکہ تیری موت ناگاہ آجائیگی۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص صبح شام توبہ نہ کرے وہ ظالم ہے --- عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حرام کے ایک پیسے کا پھیر دینا سو پیسوں کے صدقہ کردینے سے افضل ہے۔ بعض بزرگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ایک رتی چاندی کا پھیر دینا اللہ تعالی کے نزدیک چھ سو مقبول حجوں سے افضل ہے۔ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لناوترحمنا لنکونن من الخاسرین ط (یااللہ ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اگر تو نے ہم پر بخشش اور رحمت نہ کی تو ہم خسارہ والوں میں سے ہو جائیں گے۔) دفتر دوم مکتوب ٦٦

تقوی و ورع

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کن ورعاتکن اعبدالناس (تو پرہیزگار بن' تمام لوگوں سے زیادہ عابد ہو جائے گا۔)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک ذرہ کے برابر ورع ہزار مثقال نماز روزہ سے بہتر ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالی کے ہم نشین پرہیزگار اور زاہد لوگ ہوں گے۔

اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ میرا تقرب حاصل کرنے کے لئے جس قدر ورع ضروری ہے اتنی کوئی اور شے نہیں۔ بعض علماء ربانی فرماتے ہیں کہ جب تک انسان ان دس چیزوں کو اپنے اوپر فرض نہ کرلے تب تک کامل ورع حاصل نہیں ہوتا (۱) زبان کو غیبت سے بچائے۔ (۲) بدظنی سے بچے۔

Marfat.com

(۳) مسخرہ پن یعنی ہنسی ٹھٹھے سے پرہیز کرے ۔ (۴) حرام سے آنکھ بند رکھے ۔ (۵) سچ بولے ۔ (۶) ہر حال میں اللہ تعالٰی ہی کا احسان جانے تاکہ اس کا نفس مغرور نہ ہو ۔ (۷) اپنا مال راہ حق میں خرچ کرے اور راہ باطل میں خرچ کرنے سے بچے ۔ (۸) اپنے نفس کے لئے بلندی اور بڑائی طلب نہ کرے ۔ (۹) نمازوں کی محافظت کرے ۔ (۱۰) سنت و جماعت (کے عقائد) پر استقامت اختیار کرے ۔ دفتر دوم مکتوب ۶۶

رزق حلال

نصیحت یہ ہے کہ لقمہ میں احتیاط رکھیں یہ ٹھیک نہیں ہے کہ جو کچھ جہاں کہیں سے ملے کھالے اور حلال و حرام شرعی کا کچھ لحاظ نہ کرے ۔ یہ انسان خود مختار نہیں ہے کہ جو کچھ چاہے کرے بلکہ اس کا مولی (آقا) ہے جس نے اس کو امر و نہی کا مکلف بنایا ہے اور اپنی رضامندی اور نارضامندی کو انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے ذریعہ ظاہر کر دیا ہے' وہ شخص بہت ہی بدبخت ہے جو اپنے آقا کی مرضی کے بر خلاف کام کرے اور آقا کی اجازت کے بغیر اس کے ملک و ملک میں تصرف کرے' بڑی شرم کی بات ہے کہ مجازی آقا کی رضامندی کی رعایت کرتے ہیں اور اس بارے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کرنا چاہتے اور مولائے حقیقی نے تاکید اور مبالغہ کے ساتھ ناپسندیدہ کاموں سے منع کر دیا اور تنبیہ فرما دی ہے' اس کی طرف کچھ توجہ نہیں کرتے ۔ غور کرنا چاہئے کہ یہ اسلام ہے یا کفر؟ ابھی کچھ نہیں بگڑا اور ابھی گذشتہ کا تدارک ہو سکتا ہے' حدیث : التائب من الذنب کمن لا ذنب له (گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ گویا اس نے کوئی گناہ نہیں کیا) قصور کرنے والوں کے لئے بشارت ہے اور اس کے باوجود اگر کوئی شخص گناہ پر اصرار کرے اور اس سے خوش رہے تو وہ منافق ہے اس کا ظاہری اسلام اس کے عذاب و عقاب کو دور نہیں کرے گا ۔ زیادہ کیا تاکید و مبالغہ کیا جائے عاقل کو ایک اشارہ کافی ہے ۔ دفتر دوم مکتوب ۷۹

بندہ مقبول وہ ہے جو اپنے مولی کے فعل پر راضی ہو اور جو شخص اپنی رضا کا تابع ہے وہ اپنا بندہ ہے' اگر مولی بندہ کی گردن پر چھری چلائے تو بندہ کو چاہئے کہ اس وقت شاداں وخنداں رہے اور مولی کے اس فعل کو اپنی رضامندی سمجھے بلکہ اس فعل سے لذت حاصل' کرے اور اگر نعوذ باللہ اس کو اس فعل سے کراہت معلوم ہو اور اس کا سینہ (دل) میں تنگی پیدا ہو تو وہ بندہ

Marfat.com

دائرہ بندگی سے دور اور قرب مولیٰ سے مہجور و دور کردہ ہے ۔ دفتر دوم مکتوب ۸۸

ترغیب ذکر

الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب ط (آگاہ رہو کر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے) دل کے اطمینان کا طریق اللہ تعالیٰ کا کرذکر ہے نہ کہ نظرو استدلال ۔

پائے استدلالیاں چوبیں بود
پائے چوبیں سخت بے تمکین بود

کیونکہ ذکر میں حق تعالیٰ کی پاک بارگاہ کے ساتھ ایک قسم کی مناسبت حاصل ہو جاتی ہے اگرچہ ذاکر کو اس پاک ذات کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں ہے

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

لیکن ذاکر ومذکور کے درمیان ایک قسم کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے جو محبت کا سبب بن جاتا ہے اور جب محبت غالب ہو گئی تو پھر اطمینان کے سوا کچھ نہیں' جب کام دل کے اطمینان تک پہنچ گیا تو ہمیشہ کی دولت اس کو حاصل ہو گئی ۔

ذکر گو ذکر تاترا جان است
پاکی دل ز ذکر رحمٰن است

دفتر اول مکتوب ۹۲

شریعت کے مطابق عمل داخل ذکر ہے

اے فرزند ! فرصت' صحت اور فراغت کو غنیمت جاننا چاہیے' ہمیشہ اپنے اوقات کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رکھنا چاہیے' جو عمل بھی روشن شریعت کے مطابق کیا جائے ذکر میں داخل ہے اگرچہ وہ خرید و فروخت ہو ۔ پس تمام حرکات وسکنات میں احکام شرعیہ کی رعایت کرنی چاہیے تاکہ وہ سب کچھ ذکر ہو جائے کیونکہ ذکر سے مراد غفلت کا دور ہونا ہے جب تمام افعال میں اوامر و نواہی کو مدنظر رکھا جائے تو ان اوامرونواہی کا حکم دینے والے (یعنی حق تعالیٰ) کی (یاد کی) غفلت سے نجات حاصل ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر پر دوام حاصل ہو جاتا ہے ۔ یہ دوام ذکر حضرات خواجگان نقشبندیہ قدس سرہ کی یاد داشت سے جدا ہے کیونکہ وہ یاد داشت صرف باطن

تک ہی ہے اور اس دوام ذکر کا اثر ظاہر میں بھی جاری ہے اگرچہ دشوار ہے۔ دفتر دوم مکتوب ۲۵

فرصت کو غنیمت جانو

فرصت کو غنیمت اور وقت کو عزیز سمجھنا چاہئے' رسوم و عادات سے کچھ نہیں بنتا' حیلے وبہانے تلاش کرنے سے سوائے خسارہ و مایوسی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ مخبر صادق ﷺ نے فرمایا ہے ھلک المسوفون یعنی عنقریب یہ کام کروں گا کہنے والے ہلاک ہو گئے ۔ موجودہ عمر کو موہوم کام میں صرف کرنا اور موہوم کو موجود کے لئے نگاہ رکھنا بہت برا ہے چاہئے کہ نقد وقت کو نہایت ضروری کام میں صرف کریں اور ادھار کو بے فائدہ آرائشوں کے لئے جمع کریں ۔ حق تعالی (اپنی طلب میں) تھوڑی سے بے آرامی بخشے تاکہ ماسوائے حق کے آرام سے نجات حاصل ہو جائے (محض) گفتگو سے کچھ فائدہ نہیں ہے وہاں تو قلب کی سلامتی طلب کرتے ہیں' اصل مقصد کا فکر کرنا چاہئے اور بے فائدہ کاموں سے پوری طرح منہ پھیرنا چاہئے ۔ دفتر اول مکتوب ۱۳۳

بزرگوں کے تبرکات کے فوائد

فرجی یعنی ایک قسم کی قبا جو کئی دفعہ کی پہنی ہوئی ہے ارسال کی گئی ہے کبھی کبھی اس کو پہنیں اور ادب سے نگاہ رکھیں کہ اس سے بہت سے فوائد کی امید ہے اور جس وقت اس کپڑے کو پہنیں باوضو پہنیں اور سبق کی تکرار کریں امید ہے کہ پوری طرح جمعیت حاصل ہو گی اور جس وقت کچھ لکھیں تو سب سے پہلے اپنے باطن کے حالات لکھنے چاہئیں کیونکہ ظاہری احوال باطنی احوال کے بغیر اعتبار کے لائق نہیں ۔ ا۔ دفتر اول مکتوب ۱۴۲

طلب صادق کے لئے آداب و شرائط

جاننا چاہئے کہ صحبت کے آداب و شرائط کو مدنظر رکھنا اس راہ کی ضروریات سے ہے تاکہ افادہ اور استفادہ کا راستہ کھل جائے ورنہ صحبت سے کوئی نتیجہ پیدا نہ ہو گا اور مجلس سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہو گا (اس لئے) بعض ضروری آداب و شرائط لکھے جاتے ہیں' گوش ہوش سے سننے چاہئیں۔

Marfat.com

طالب کو چاہئے کہ اپنے دل کو تمام اطراف و جوانب سے ہٹا کر اپنے پیر کی طرف متوجہ کرے اور پیر کی خدمت میں ہوتے ہوئے اس کی اجازت کے بغیر نوافل و اذکار مشغول نہ ہو اور اس کے حضور میں اس کے سوا کسی اور کی طرف توجہ نہ کرے اور پوری طرح اسی کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا رہے حتیٰ کہ جب تک وہ امر نہ کرے ذکر میں بھی مشغول نہ ہو اور اس کی خدمت میں رہتے ہوئے نماز فرض و سنت کے سوا کچھ ادا نہ کرے۔

کسی بادشاہ کی نقل کرتے ہیں کہ اس کا وزیر اس کے سامنے کھڑا تھا اسی اثناء میں اتفاقاً" وزیر کی نظر اس کے اپنے کپڑے پر جا پڑی اور وہ اس کے بند کو اپنے ہاتھ سے درست کرنے لگا۔ اس حال میں جب بادشاہ کی نظر اس وزیر پر پڑی کہ وہ اس غیر کی طرف متوجہ ہے تو جھڑک کر کہا کہ میں اس کو برداشت نہیں کر سکتا کہ تو میرا وزیر ہو کر میرے حضور میں اپنے کپڑے کے بند کی طرف توجہ کرے' سوچنا چاہئے کے جب کمینی دنیا کے وسائل (مثلاً" بادشاہ) کے لئے چھوٹے چھوٹے آداب بھی ضروری ہیں تو وصول الی اللہ کے وسائل (مثلاً" پیر) کے لئے ان آداب کی رعایت نہایت ہی کامل طور پر ضروری ہو گی۔

اور جہاں تک ہو سکے ایسی جگہ کھڑا نہ ہو کہ اس کا سایہ پیر کے کپڑے یا سایہ پر پڑتا ہو اور اس کے مصلے پر پاؤں نہ رکھے اور اس کے وضو کی جگہ پر طہارت نہ کرے اور اس کے خاص برتنوں کو استعمال نہ کرے اور اس کے حضور میں پانی نہ پیئے' کھانا نہ کھائے اور کسی سے گفتگو نہ کرے بلکہ کسی اور کی طرف متوجہ نہ ہو اور پیر کی غیبت (غیر موجودگی) میں جہاں پیر رہتا ہے اس جگہ کی طرف پاؤں نہ پھیلائے اور تھوک بھی اس طرف نہ پھینکے اور جو کچھ پیر سے صادر ہو اس کو صواب (درست) جانے اگرچہ بظاہر صواب معلوم نہ ہو' وہ جو کچھ کرتا ہے' الہام سے کرتا ہے اور اللہ کے اذن سے کام کرتا ہے اس تقدیر پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہو گی اگرچہ بعض صورتوں میں اس کے الہام میں خطا کا ہونا ممکن ہے' خطائے الہامی خطائے اجتہادی کی مانند ہے اس پر ملامت واعتراض جائز نہیں اور نیز چونکہ اس کے اپنے پیر سے محبت پیدا ہو چکی ہے اس لئے جو کچھ محبوب (پیر) سے صادر ہوتا ہے محب (مرید) کی نظر میں محبوب دکھائی

دیتا ہے پس اعتراض کی گنجائش نہیں رہے گی کھانے پینے پہننے سونے اور اطاعت کرنے کے ہر چھوٹے بڑے کاموں میں پیر ہی کی اقتدار کرنی چاہیے نماز کو بھی اسی کی طرز پر ادا کرنا چاہیے اور فقہ کو بھی اسی کے عمل سے اخذ کرنا چاہیے

آں راکہ درسرائے نگاریست فارغ است

از باغ وبوستان و تماشائے لالہ زار

اور اس کی حرکات و سکنات پر کسی قسم کے اعتراض کو دخل نہ دے اگرچہ وہ اعتراض رائی کے دانے جتنا ہو' کیونکہ اعتراض سے سوائے مایوسی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ بدبخت وہ شخص ہے جو اس بزرگ گروہ کا عیب بے۔ اللہ تعالی ہم کو اس بلائے عظیم سے بچائے اور اپنے پیر سے خوارق وکرامات طلب نہ کرے اگرچہ وہ طلب خطرات اور وساوس کے طریق پر ہو۔ کیا آپ نے کبھی سنا ہے کہ کسی مومن نے کسی پیغمبر سے معجزہ طلب کیا ہے (یعنی ایسا کبھی نہیں ہوا) معجزہ طلب کرنے والے کافر اور منکر لوگ ہیں۔

معجزات از بہر قہر دشمن است

بوئے جنسیت پے دل بردن است

موجب ایمان نہ باشد معجزات

بوئے جنسیت کند جذب صفات

اگر دل میں کوئی شبہ پیدا ہو تو اس کو بلا توقف عرض کردے اگر حل نہ ہو تو اپنی تقصیر سمجھے اور پیر کی طرف کسی قسم کی کوتاہی یا عیب و نقص منسوب نہ کرے اور جو واقعہ بھی ظاہر ہو پیر سے پوشیدہ نہ رکھے اور واقعات کی تعبیر اسی سے دریافت کرے اور جو تعبیر طالب پر ظاہر ہو وہ بھی عرض کردے اور صواب و خطا کو اسی سے طلب کرے اور اپنے کشفوں پر ہرگز بھروسہ نہ کرے کیونکہ اس جہاں میں حق باطل کے ساتھ اور خطا صواب کے ساتھ ملا جلا ہے اور بے ضرورت اور بلا اجازت اس سے جدا نہ ہو کیونکہ اس کے غیر کو اس کے اوپر اختیار کرنا ارادت کے بر خلاف ہے اور اپنی آواز کو اس کی آواز سے بلند نہ کرے اور بلند آواز سے اس کے ساتھ گفتگو نہ کرے کہ بے ادبی میں داخل ہے اور جو فیض وفتوح اس کو پہنچے اس کو اپنے پیر ہی کے ذریعے سمجھے اور اگر

Marfat.com

واقعہ میں دیکھے کہ فیض دوسرے مشائخ سے پہنچا ہے اس کو بھی اپنے پیر ہی سے جانے اور یہ سمجھے کہ چونکہ پیر تمام کمالات و فیوض کا جامع ہے اس لئے پیر کا خاص فیض مرید کی خاص استعداد کے مناسب اس شیخ کے کمال کے موافق جس سے یہ صورت افاضہ ظاہر ہوئی ہے مرید کو پہنچا ہے اور وہ پیر کے لطائف میں سے ایک لطیفہ ہے جو اس فیض سے مناسبت رکھتا ہے اور اس شیخ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے ابتلا و آزمائش کے باعث مرید نے اس کو دوسرا شیخ خیال کیا ہے اور فیض کو اس کی طرف سے جانا ہے' یہ بڑا بھاری مغالطہ ہے اللہ تعالیٰ لغزش سے محفوظ رکھے اور سید البشر ﷺ کے طفیل پیر کے اعتقاد اور محبت پر ثابت قدم رکھے ۔(آمین)

غرض الطریق کلہ ادب مثل مشہور ہے کوئی بے ادب خدا تک نہیں پہنچا' اور اگر مرید بعض آداب کے بجالانے میں اپنے آپ کو عاجز جانے اور ان کو کما حقہ' ادا نہ کر سکے اور کوشش کرنے کے بعد بھی ان سے عہدہ برآنہ ہو سکے تو معاف ہے لیکن اس کو اپنے قصور کا اقرار کرنا ضروری ہے اور اگر نعوذ باللہ آداب کی رعایت بھی نہ کرے اور اپنے آپ کو قصوروار بھی نہ جانے تو وہ ان بزرگواروں کی برکات سے محروم رہتا ہے ۔ دفتر اول مکتوب نمبر ۲۹۲

اپنے محاسبہ کا طریق

اکثر مشائخ قدس سرہم نے محاسبہ کا طریق اختیار کیا ہے اور وہ رات کو سونے سے ذرا پہلے اپنے روزانہ کے اقوال و افعال و حرکات و سکنات کے دفتر کو ملاحظ کرتے ہیں اور ہر ایک عمل کی حقیقت میں غور کرتے ہیں اپنے قصوروں اور گناہوں کا توبہ و استغفار اور التجاو تضرع کے ساتھ تدارک کرتے ہیں اور نیک اعمال و افعال کو حق تعالیٰ کی توفیق کی طرف منسوب کر کے حق تعالیٰ کا حمد شکر بجالاتے ہیں 'اور صاحب فتوحات مکیہ قدس سرہ (شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ) جو کہ محاسبہ کرنے والوں میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ میں اپنے محاسبہ میں دوسرے مشائخ سے بڑھ گیا اور میں نے اپنی نیتوں اور خطرات کا بھی محاسبہ کر لیا ۔ اور فقیر (حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک سونے سے پہلے سو بار تسبیح و تحمید و تکبیر کا کہنا جس طرح پر کہ مخبر صادق (رسول اللہ) ﷺ سے ثابت ہے محاسبہ کا حکم رکھتا ہے اور محاسبہ کا کام دیتا ہے

Marfat.com

گویا کہ وہ کلمہ تسبیح کے تکرار سے جو کہ توبہ کی کنجی ہے اپنی تقصیرات اور برائیوں سے عذر خواہی کرتا ہے اور حق تعالی کی پاک بارگاہ کو ان امور سے جن کے باعث وہ ان برائیوں کا مرتکب ہوا ہے منزہ و مبرا ظاہر کرتا ہے کیونکہ برائیوں کے مرتکب کو اگر امر ونہی کے احکام صادر کرنے والی ذات تعالی و تقدس کی عظمت و کبریائی ملحوظ و مد نظر ہوتی تو حق تعالی کے حکم کے خلاف کرنے میں ہرگز سبقت و دلیری نہ کرتا اور جب اس نے حکم نہ ماننے پر دلیری کی تو معلوم ہوا کہ اس مرتکب کے نزدیک حق تعالی کے امر و نہی کا کچھ اعتبار روشمار نہیں تھا اعاذنااللّٰہ سبحانہ من ذالک (اللہ تعالی ہمیں اس سے بچائے) پس وہ اس کلمہ تنزیہ کے تکرار سے اس کوتاہی کی تلافی کرتا ہے۔

جاننا چاہئے کہ استغفار میں گناہوں کے ڈھانپنے کی طلب ہے اور کلمہ تنزیہ کے تکرار میں گناہ کی بیخ کنی کی طلب ہے' یہ اس کے برابر کس طرح ہو سکتا ہے سبحان اللہ ایک ایسا کلمہ ہے کہ اس کے الفاظ بہت کم ہیں لیکن اس کے معانی و منافع بکثرت ہیں' اور کلمہ تحمید (الحمدللہ) کے تکرار سے حق تعالی کی توفیق اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہے اور کلمہ تکبیر (اللہ اکبر) کے تکرار میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کی پاک بارگاہ اس سے بہت ہی بلند ہے کہ یہ عذر خواہی اور شکر اس ذات جل شانہ' کے لائق ہو کیونکہ اس کی عذر خواہی اور استغفار بہت سی عذر خواہیوں اور استغفار کی محتاج ہے اور اس (بندہ) کا حمد کرنا اس کے اپنے نفس کی طرف راجع (لوٹنا) ہے (نہ کہ حق سبحانہ و تعالی کی طرف) سبحان ربک رب العزۃ عمایصفون وسلام علی المرسلین والحمدللہ رب العالمین۔

محاسبہ کرنے والے شکر اور استغفار پر کفایت کرتے ہیں لیکن ان کلمات قدسیہ کے ساتھ استغفار کا کام بھی ہو جاتا ہے اور شکر بھی ادا ہو جاتا ہے اور نیز استغفار اور شکر کے نقص کا اظہار کرنے کی طرف بھی اشارہ ہو جاتا ہے۔ ربناتقبل مناانک انت السمیع العلیم وصلے اللّٰہ تعالی علی سیدنا محمدوعلی الہ و صحبہ الطاھرین وسلم وبارک علیہ وعلیھم اجمعین"۔

دفتر اول مکتوب نمبر ۳۰۹

Marfat.com

تواریخ

تالیف و طبع کتاب

نذر و نیاز پیکر نازنین

۱۴۱۸ھ

عین الیقین درخشید

۱۴۱۸ھ

اے سبحان اللہ عظمت فقیر

۱۹۹۸ء

سلطانیہ پبلی کیشنز جہلم